ہوئے مگر جنگ نہیں کی مشرکین نے اپنے شعار (جنگی اصطلاح) میں ندا دی کہ: یا للعزّیٰ یا للھبل۔

انہوں نے مسلمانوں کا قتل عظیم کیا۔ ان میں سے جس نے پشت پھیری پھیر لی۔

رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم صحابہ رضی اللہ عنہم:

رسول اللہ ﷺ اس طرح ثابت قدم رہے۔ کہ ہٹے نہ تھے۔ اپنی کمان سے تیر پھینک رہے تھے۔ جب ختم ہو گئے تو پتھر مارنے لگے۔ ہمراہ اصحاب میں سے چودہ آدمی کی ایک جماعت ہی ثابت قدم رہی' جن میں سات مہاجرین بشمول ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اور سات انصار میں تھے۔ انہوں نے مدافعت کی۔

ابن قمیہ کا رسول اللہ ﷺ پر حملہ:

مشرکین کو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک میں کچھ کامیابی حاصل ہوئی کچلیوں اور آگے کے دانتوں کے درمیانی چار دانت پر ضرب آ گئی' چہرۂ مبارک اور پیشانی پر زخم آ گیا۔ آپ پر ابن قمیہ نے تلوار سے حملہ کیا۔ اور داہنے پہلو پر مارا' طلحہ بن عبید اللہ نے اپنے ہاتھ سے بچایا' اس میں ان کی انگلی بیکار ہو گئی' ابن قمیہ نے دعویٰ کیا کہ اس نے آپ کو شہید کر دیا ہے یہ وہ بات تھی جس نے مسلمانوں کو مرعوب کر دیا اور انہیں شکستہ خاطر بنا دیا۔

اسمائے شہداء و مقتولین اُحد:

اس روز حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ شہید ہوئے جنہیں وحشی نے شہید کیا۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کو ابوالحکم بن الاخنس بن شریق نے شہید کیا۔ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو ابن قمیہ نے شہید کیا' شماس بن عثمان بن الشرید المخزومی رضی اللہ عنہ کو ابی بن خلف الجمحی' عبداللہ و عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہما فرزندان الہیب نے جو بنی سعد میں سے تھے۔ وہب بن قابوس المزنی اور اس کے بھتیجے الحارث بن عقبہ بن قابوس نے شہید کیا۔

انصار میں سے ستر آدمی شہید ہوئے جن میں سے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھائی عمرو بن معاذ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد الیمان رضی اللہ عنہ کو تو مسلمانوں نے غلطی سے شہید کر دیا۔

حنظلہ بن ابی عامر راہب' سعد بن خیثمہ رضی اللہ عنہ کے والد خیثمہ ابوبکر کے داماد خارجہ بن زید بن ابی زہیر' سعد بن الربیع اور ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے والد مالک بن سنان' العباس بن عبادہ بن نضلہ' مجذر بن زیاد عبداللہ بن عمرو بن حرام' عمرو بن الجموح جو ان کے سرداروں میں سے تھے۔ بہت سے آدمیوں کے ہمراہ شہید ہوئے۔

مشرکین میں سے تیئیس آدمی مقتول ہوئے جن میں جھنڈے کے اٹھانے والے اور عبداللہ بن حمید بن زہیر بن الحارث بن اسد بن عبدالعزیٰ' ابوعزیز بن عمیر' ابوالحکم بن الاخنس بن شریق الثقفی جسے علی نضلہ بن ابی طالب نے قتل کیا' سباع بن عبدالعزیٰ الخزاعی جو ام انمار کا بیٹا تھا۔ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قتل کیا' ہشام بن ابی امیہ بن المغیرہ' الولید بن العاص بن ہشام' امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ' خالد بن الاعلم العقیلی' ابی بن خلف الجمحی جسے رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے قتل فرمایا۔ ابوعزہ الجمحی جس کا نام عمرو بن عبداللہ بن عمیر بن وہب بن حذافہ بن جمح ہے' تھے۔

طبقات ابن سعد جلد اول، غزوہ احد میں رسولؐ کے پاس کون موجود تھا

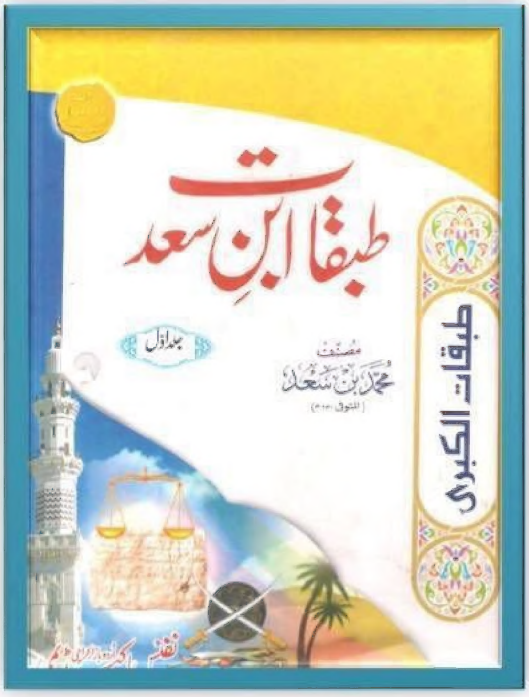

انھیوں کی وجہ سے ان کو شناخت کر سکیں۔

ابی ابن خلف کا رسول اللہ ﷺ پر حملہ:

ابن شہاب الزہری سے مروی ہے کہ شکست اور رسول اللہ ﷺ کی شہادت کی خبر مشہور ہو جانے کے بعد سب سے پہلے بنو سلمہ کے کعب بن مالک نے آپ کو شناخت کیا۔ خود ان سے مروی ہے کہ میں نے آپ کی آنکھوں کو جو خود کے نیچے چمک رہی تھیں پہچانا' پھر انتہائی بلند آواز سے میں نے اعلان کیا کہ اے مسلمانو! بشارت ہو رسول اللہ ﷺ یہ موجود ہیں' اس پر آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ جب مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچانا کہ آپ موجود ہیں وہ آپ کے پاس آ گئے' آپ درے کی طرف چلے' آپ کے ہمراہ علیؓ بن ابی طالب' ابوبکرؓ بن ابی قحافہ' عمرؓ بن الخطاب' طلحہ بن عبید اللہؓ' زبیرؓ بن العوام اور حارثؓ بن الصمہ مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ تھے۔ جب آپ درے میں جا کر بیٹھ گئے ابی بن خلف یہ کہتا ہوا کہ محمد کہاں ہیں میں ہلاک ہو جاؤں اگر وہ زندہ بچ جائیں' آپ کے پاس پہنچ گیا۔ صحابہؓ نے آپ سے کہا آپ فرمائیں تو ہم سے کوئی آپ کی حفاظت کے لیے آپ کو اپنی آڑ میں لے لے۔ مگر آپ نے فرمایا اس کی ضرورت نہیں اسے آنے دو' جب وہ قریب آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حارثؓ بن الصمہ کا بھالا اٹھایا۔

ابن ابی خلف کا خاتمہ:

راوی کہتا ہے کہ اس موقع پر بعض لوگوں سے یہ بات بھی نقل ہوئی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بھالا اٹھایا ایک بجلی سی کوند گئی اور ہم اس طرح جھرجھرائے جس طرح کہ اونٹ جب جھرجھری لیتا ہے تو اس کے روئیں جھڑ جاتے ہیں پھر آپ نے اس کے سامنے جا کر اس کی گردن میں نیزہ مارا جس سے وہ کئی مرتبہ اپنے گھوڑے پر چکر کھا گیا۔ عبدالرحمن بن عوف سے مروی ہے کہ اس واقعہ سے پہلے یہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا تو کہا کرتا کہ اے محمد میں اپنے گھوڑے کو دو روز دانہ دلے ہوئے جو کھلا رہا ہوں تا کہ اس پر سوار ہو کر تم کو قتل کروں گا۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ فرماتے بلکہ ان شاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا۔

زخم کھا کر یہ قریش کے پاس پلٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی گردن میں معمولی سی خراش کر دی تھی اس سے خون جاری ہو گیا اس نے کہا بخدا محمدؐ نے مجھے مار ڈالا۔ قریش کہنے لگے خوف سے تیرا دم نکل گیا ہے حالانکہ بخدا تجھے مہلک زخم نہیں لگا ہے۔ اس نے کہا کہ جب وہ مکہ میں تھے انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا' اس لیے اگر وہ مجھ پر تھوک ہی دیتے تو مجھے ہلاک کر دیتے قریش اسے واپس مکہ لے جا رہے تھے کہ اس دشمن خدا کا سرف میں کام تمام ہو گیا۔

رسول اللہ ﷺ کا پانی پینے سے انکار:

جب رسول اللہ ﷺ درے کے منہ پر آ گئے علیؓ بن ابی طالب وہاں سے نکلے انہوں نے اپنی چرمی ڈھال کو چوتا پینے کے رنگ میں جو پانی بھرا ہوا تھا اس سے بھر اور اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تا کہ آپ اسے پئیں مگر آپ کو اس میں بدبو معلوم ہوئی اس لیے آپ نے ناپسند کیا اور نہ پیا البتہ خون اپنے منہ پر سے دھو ڈالا اور سر پر بھی پانی بہایا۔ اس موقع پر آپ کہہ رہے تھے اس شخص پر جس نے اپنے نبیؐ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اللہ کا سخت غضب نازل ہو گا۔

رسول اللہ ﷺ کا خون آلود چہرہ:

سعدؓ بن وقاص کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کے قتل کرنے کا میں اس قدر ولولہ اور نہ تھا جتنا کہ عتبہ بن ابی وقاص کے قتل کا تھا' میں

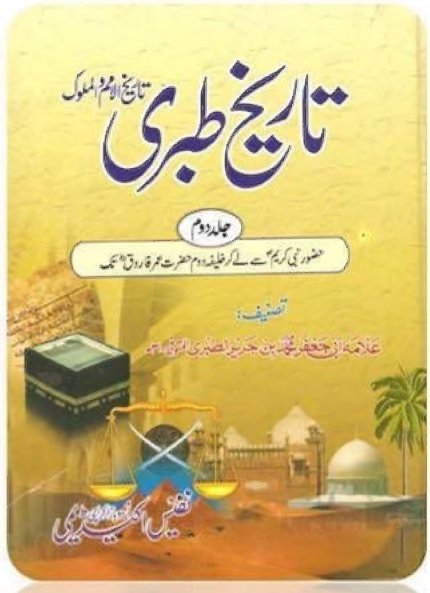

جلد دوم: تاریخ طبری (جنگ احد)

رافضیوں کی من پسند تاریخ کا حوالہ

کہ کون کون رسولؐ کیساتھ تھا، احد کے دن

طبقات ابن سعد جلد اول، غزوہ احد میں رسولؐ کے پاس کون موجود تھا

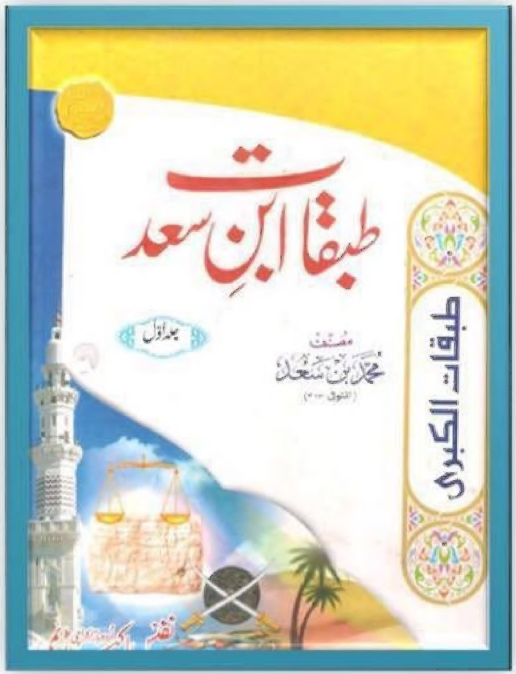

ابوسفیان کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نعرۂ حق:

ابوسفیان سامنے آیا۔ اور اس نے تین مرتبہ کہا کہ آیا اس جماعت میں محمدؐ ہیں؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے انہیں جواب دینے سے منع فرمایا' اس نے کہا کہ آیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ ہیں' کیا اس جماعت میں ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) ہیں کیا اس جماعت میں (فاروق اعظم) عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں' کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں' کیا اس جماعت میں ابن الخطاب ہیں؟۔

ابوسفیان اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ یہ لوگ تو قتل کر دیئے گئے اور تم ان کے لیے کافی ہو گئے' عمر (فاروق) رضی اللہ عنہ کو اپنے نفس پر قابو نہ رہا' انہوں نے کہا بخدا اے اللہ کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ وہ لوگ جن کو تو نے شمار کیا سب کے سب زندہ ہیں اور وہ چیز تیرے لیے باقی ہے۔ جو تیرے ساتھ برائی کرے گی۔

ابوسفیان نے کہا کہ یہ دن بدر کے دن کا بدلہ ہے' جنگ تو کبھی موافق ہوتی ہے' کبھی مخالف تم لوگ اس جماعت میں مثلہ (ناک کان کاٹنا) پاؤ گے جس کا میں نے حکم نہیں دیا اور نہ مجھے وہ برا معلوم ہوا' وہ رجز برا بیختہ کرنے والے اشعار پڑھنے لگا اور کہنے لگا: "اعل ھبل اعل ھبل" (ہبل (بت کا نام ہے) بلند رہ۔ ہبل بلند رہ)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسے کیا جواب دیں' فرمایا کہو:

اللہ اعلی واجل (یعنی اللہ بزرگ وبرتر ہے) ابوسفیان نے کہا کہ العزیٰ (بت کا نام ہے) ہمارے ہی لیے ہے تمہارے لیے کوئی عزیٰ نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اسے جواب نہیں دیتے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو: اللہ مولانا ولا مولی لکم (اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں ہے)۔

يَنقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَن يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾

''اور نہیں ہیں محمد مگر اللہ کے رسول ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے اگر وہ مر جائیں یا مارے جائیں تم الٹے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو کوئی الٹے پاؤں پلٹ جائے گا وہ ہرگز اللہ کو کوئی ضرر نہیں پہنچائے گا اور بہت جلد اللہ فرماں برداروں کو جزائے خیر دے گا''۔

ابوسفیان کی پیش قدمی و پسپائی:

ابوسفیان اس جماعت کی طرف آیا۔ جب وہ پہاڑ پر چڑھ آیا اور صحابہؓ نے اسے دیکھا وہ اپنی خوشی کو بھول گئے اور اس کی پیش قدمی سے متاثر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے وہ ہم پر کبھی غلبہ نہ پائیں گے۔ اے اللہ! اگر یہ میری جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر کوئی تیرا پرستار نہ رہے گا' پھر آپؐ نے صحابہ کو مدافعت کا حکم دیا' انہوں نے دشمن پر پتھر پھینکے اور ان کو پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔

ابوسفیان اور حضرت عمرؓ میں گفتگو:

ابوسفیان نے اس روز کہا تھا آج ہبل کا بول بالا ہوا' حنظلہ کے عوض میں قتل ہوا' آج بدر کا بدلہ ہوا مشرکین نے اس روز حنظلہ بن الراہب کو شہید کیا تھا ان کو غسل جنابت کی ضرورت تھی اس لیے ملائکہ نے ان کو غسل دیا۔ حنظلہ بن ابی سفیان جنگ بدر میں مارا گیا تھا۔ ابوسفیان نے کہا عزیٰ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرؓ سے کہا' کہو اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ ابوسفیان نے پوچھا کیا محمد تم میں موجود ہیں بے شک تمہارے مقتولین کے اعضاء کو قطع و برید کیا گیا ہے' مگر میں نے نہ اس کی اجازت دی تھی اور نہ اس سے روکا اس بات سے نہ میں خوش ہوا اور نہ ناراض' اللہ عزوجل نے ابوسفیان کے اس طرح پہاڑ پر چڑھ کر برآمد ہونے کا ان آیات میں ذکر کیا ہے: فاثابکم غماً بغم لکیلا تحزنوا علی مافاتکم و لا اصابکم یہاں غم اول فتح اور غنیمت کا ہاتھ سے نکل جانا اور غم ثانی دشمن کا اس طرح پہاڑ پر چڑھ آنا تا کہ مسلمان جو غنیمت ہاتھ سے نکل گئی اور اپنے ساتھیوں کے قتل پر ملول نہ ہوں' اور یہ اس وقت ہوا جب کہ وہ ان باتوں کو یاد کر رہے تھے۔ ابوسفیان نے وہاں برآمد ہو کر ان کی طرف متوجہ کر لیا۔

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ:

سلمہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند صحابہؓ کے ہمراہ درے میں بیٹھے تھے' قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ آپؐ نے فرمایا خدا وندا ایسا نہ ہونے پائے کہ وہ یہاں چڑھ آئیں۔ عمر بن الخطابؓ نے مہاجرین کی ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ان حملہ آوروں کا مقابلہ کیا اور ان کو پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ رسول اللہ ﷺ پہاڑ کی ایک بڑی چٹان پر چڑھنے کے لیے اٹھے مگر ایک تو آپ تھکے ہوئے تھے دوسرے دو بھاری زرہیں پہن رکھی تھیں اس لیے آپؐ اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکے۔ طلحہؓ بن عبید اللہ آپؐ کے لیے بیٹھ گئے تب آپ اٹھ کر ان پر سوار ہو گئے۔ زبیرؓ سے مروی ہے کہ میں نے اس روز رسول اللہ ﷺ کو کہتے سنا کہ اللہ کے رسول کے ساتھ اس خدمت گزاری کی وجہ سے طلحہؓ نے اپنا حق واجب کر لیا۔

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس روز جو صحابہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے تھے ان میں سے بعض تو کوہ اعوض کے ادھر مقام منقی جا پہنچے۔ عثمان بن عثمان' عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان' دو انصاری یہ احد سے بھاگ کر کوہ جلعب جو مدینہ کے اطراف میں کوہ اعوض کے متصل واقع ہے چلے آئے یہ لوگ تین دن ٹھہر کر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس پلٹ گئے۔ بعض راویوں نے بیان کیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا تم کس ضرورت سے وہاں چلے گئے تھے۔

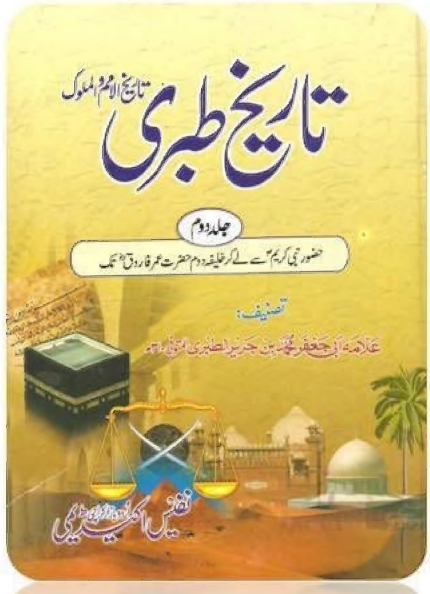

جلد دوم: تاریخ طبری (جنگ احد)

رافضیوں کی من پسند تاریخ کا حوالہ

ابوسفیان اور عمر داماد علیؓ کی گفتگو

البدایہ والنہایہ۔ تاریخ ابن کثیر جلد چہارم،، غزوہ احد میں رسولؐ کے پاس کون موجود تھا

فصل:

غزوۂ احد میں مسلمانوں کو پیش آمدہ حوادث

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ غزوۂ احد میں کچھ مسلمانوں کی اپنی غفلت سے مکمل فتح کے بعد انہیں جو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا اس کے بارے میں زہریؒ نے ان سے بیان کیا کہ اس افراتفری میں جب کہ ہر طرف رسول اللہ (ﷺ) قتل ہو گئے۔ کا شور مچ رہا تھا' سب سے پہلے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مغفر کے نیچے ہی کریم ﷺ کی روشن ترین آنکھوں کی چمک سے آپ کو پہچانا اور اس لیے انہوں نے بآواز بلند پکار کر کہا:

''اے مسلمانو! رسول اللہ (ﷺ) تو یہ رہے''۔

زہریؒ نے ابن اسحٰق سے بیان کیا کہ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر آنحضرت ﷺ نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا لیکن ان کی پہلی ہی آواز پر بہت سے مسلمان اس گڑھے کے گرد جمع ہو گئے تھے جہاں آپؐ پتھر کی چوٹ سے زخمی ہو کر گر گئے تھے۔ ان لوگوں میں ابوبکر صدیق' عمر بن خطاب' علی بن ابی طالب' طلحہ بن عبیداللہ' زبیر بن عوام' حارث بن صمہ اور کچھ دوسرے ممتاز مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے مزید بیان کیا کہ جب رسول اللہ (ﷺ) کو اس گڑھے سے نکالا اور اٹھا کر بٹھا دیا گیا تو آپؐ نے فرمایا کہ آپ کو پتھر مار کر زخمی کرنے والا ابی بن خلف تھا۔ یاد رہے کہ ابی بن خلف نے مکے میں ایک بار آپؐ سے کہا تھا:

''اے محمدؐ! اگر مجھے سوار کے لیے کوئی گھوڑا مل گیا تو میں اسے بلاغہ اتنا گھاس دانہ کھلاؤں گا کہ وہ خوب تنومند اور چست ہو جائے پھر میں اس پر سوار ہو کر تمہیں قتل کروں گا''۔

اس کے جواب میں آپؐ نے فرمایا تھا:

''تو دیکھ لینا کہ ایک دن ان شاء اللہ میں ہی تجھے قتل کروں گا''۔

کہا جاتا ہے کہ مکے ہی میں ایک روز اس کے حلق میں کوئی چھوٹی سی ہڈی یا کوئی ایسی ہی چیز اٹک گئی تھی جس سے اس کا دم گھٹنے گھٹنے رہ گیا تھا لیکن اس چیز نے اس کے گلے میں ایسی خراش ڈال دی تھی جس کی وجہ سے اسے ہمیشہ تکلیف رہتی تھی اور وہ کہا کرتا تھا: ''اے محمدؐ! تو نے واقعی مجھے قتل کر دیا''۔

تاہم قریش اسے بہلا پھسلا کر اور یہ کہہ کر کہ وہ کافی تندرست وتوانا ہے' اُحد میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے لے آئے تھے لیکن اس بزدل کو گھوڑا تو کیا نصیب ہوتا پھر بھی اس نے اپنا کہا پورا کرنے کے لیے نبی کریم پر بزدلوں کی طرح چھپ چھپا کر پتھر سے حملہ کر دیا تھا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ جب قریش بدر کی طرح اُحد میں بھی ناکامی سے دوچار ہو کر مکے کی طرف لوٹ رہے تھے تو ابی بن خلف راستے ہی میں مر گیا تھا اور مرتے وقت بھی اس کی زبان پر یہی الفاظ تھے: ''اے محمدؐ! تو نے واقعی مجھے قتل کر

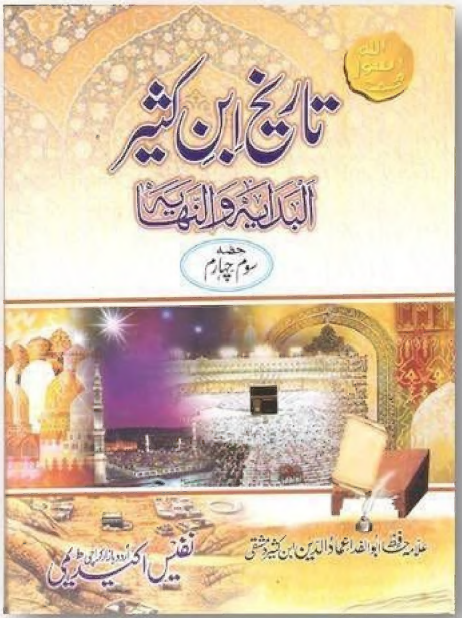

غزوہ احد میں نبیؐ کے ساتھ ثابت قدم رہنے والوں میں حضرت ابو بکرؓ سہر فہرست ہیں

اللہ تعالی نے یقیناً انہیں معاف فرمادیا اللہ تعالی نے معافی کا دوبارہ تذکرہ اس لیے فرمایا تاکہ گناہ گاروں کو اپنی معافی کی خواہش پوری طرح پختہ ہو جائے اور نا امیدی ختم ہو جائے اور مومنین کے حسن ظن کو تقویت ملے اللہ تعالی یقیناً بخشنے والا ہے اس کا معنی گذر چکا ہے ابو القاسم بلخی نے ذکر کیا کہ نبی کریمؐ کے ساتھ احد کے دن صرف تیرہ (۱۳) آدمی باقی رہے پانچ کا تعلق مہاجرین سے اور آٹھ کا انصار سے تھا مہاجرین کے پانچ یہ تھے علیؓ، ابو بکرؓ، طلحہؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ

قوله يكون كما علمه لا محالة. وليس في ذلك أن المشركين غير قادرين على ترك القتال من حيث علم الله ذلك منهم وكتبه، لأنه كما علم أنهم لا يختارون ذلك علم أنهم قادرون، وليو وجب ذلك لوجب أن يكون تعالى قادراً على ما علم أنه لا يفعله، والقول بذلك كفر. ﴿وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ﴾ أي يختبر الله ما في صدوركم بأعمالكم، لأنه قد علمه فيما فعلمه شهادة، لأن المجازاة إنما تقع على ما علم مشاهدة لا على ما هو معلوم منهم غير معمول. عن الزجاج. وقيل: معناه ليعاملكم معاملة المبتلين مظاهرة في العدل عليكم، وقيل: إنه عطف على قوله: ﴿لِيَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ ﴿وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ﴾ ﴿وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ﴾ أي يخلص. وقيل: هذا خطاب للمنافقين، أي يأمركم بالخروج فلا تخرجون فيظهر للمسلمين معاذيركم لهم وتنكشف أسرارکم فلا يهدكم المسلمون من جملتهم، وقيل: معناه ليبتلي أولياء الله ما في صدوركم، كما في قوله: ﴿الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾، ﴿وَيَؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ وقيل: إنه عطف على قوله: ﴿لِيَعْلَمَ اللَّهُ﴾ أي ليظهر عند هذه الأحوال موافقة باطنكم ظاهركم ﴿وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ﴾ أي يظهرها من الشك بما يريكم من عجائب صنعه. ويخلص نياتكم، وهذا التمحيص خاص للمؤمنين دون المنافقين. ﴿وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ﴾ معناه أن الله لا يبتليكم ليعلم ما في صدوركم؛ فإن الله عليم بذلك، وإنما ابتلاكم ليظهر أسرارکم فيقع الجزاء على ما ظهر.

●●●

قوله تعالى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٥٥﴾ الآية.

● **المعنى:** ثم ذكر الله الذين انهزموا يوم أحد أيضاً فقال: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ﴾ أي إن الذين ولوا الدبر على المشركين يأحد منكم أيها المسلمون ـ عن قتادة والربيع ـ. وقيل: هم الذين هربوا إلى المدينة في وقت الهزيمة ـ عن السدي ـ. ﴿يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ﴾ جمع المسلمين وسيدهم رسول الله، وجمع المشركين ورئيسهم أبو سفيان ﴿إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ﴾ أي خلب زللهم ـ عن القتيبي ـ. وقيل: أزل واستزل بمعنى ﴿بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا﴾ من معاصيهم السالفة فلحقهم شؤمها، وقيل: استزلهم بمحبتهم للغنيمة مع حرصهم على بقية الحياة، عن الحياني قال: ولي ذلك الزجر عما يؤدي إلى الفتور فيما يلزم من الأمور، وقيل: استزلهم بذكر خطايا سلفت لهم ذكرهوا الفشل قبل إخلاص التوبة منها والخروج من المظلمة فيها ـ عن الزجاج ـ.

﴿وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ﴾ أعاد تعالى ذكر العفو تأكيداً لطمع المذنبين في العفو ومنعاً لهم من اليأس وتحسيناً لظنون المؤمنين. ﴿إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قد مرّ معناه، وذكر أبو القاسم البلخي أنه لم يبق مع النبي ﷺ يوم أحد إلا ثلاثة عشر نفساً: خمسة من المهاجرين وثمانية من الأنصار، فأما المهاجرون: فعلي عليه السلام، وأبو بكر، وطلحة، وعبد الرحمن بن عوف، وسعد بن أبي وقاص، وقد اختلف في الجميع إلا في علي عليه السلام وطلحة، وقد روي عن عمر بن الخطاب أنه

﴿وَلَقَدْ عَفَا اللَّهُ عَنْهُمْ﴾ أعاد تعالى ذكر العفو تأكيداً لطمع المذنبين في العفو ومنعاً لهم من اليأس وتحسيناً لظنون المؤمنين. ﴿إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ قد مرّ معناه، وذكر أبو القاسم البلخي أنه لم يبق مع النبي ﷺ يوم أحد إلا ثلاثة عشر نفساً: خمسة من المهاجرين وثمانية من الأنصار، فأما المهاجرون: فعلي عليه السلام، وأبو بكر، وطلحة، وعبد الرحمن بن عوف، وسعد بن أبي وقاص، وقد اختلف في الجميع إلا في علي عليه السلام وطلحة، وقد روي عن عمر بن الخطاب أنه